

دوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا اکیلا اخبار ہے

صوابط
چند سالانہ عوام سے
"ششماہی"
"سالانہ سرپرستوں سے"
"امراء سے"
"غیر محاکمہ سے" شنگ

بہار ماہ کی
۳
۱۷
کو شائع ہوتا ہے
ایڈیٹر۔ ایس۔ محمد یوسف

مقاصد
"اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر
کرنے اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت
ظاہر کرنا۔"
"سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام
اور ان کے اخلاق کو ادا کرنا۔"
"اسلام کے حلقوں کا دل میں
پیش قدمی اور عوامی تعلقات کو مضبوط کرنا"

ممبر اخبار نور، قادیان ۱۷ فروری ۱۹۳۰ء مطابق ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۸ھ جلد ۲۱

اذان کے متعلق سکھوں کے حقیقی لیڈر کی آواز

سکھوں کے پرنسپل شیر پنجاب لاہور کا اعلان ظفر وال میں سکھوں کے اذان بند کرنے کے متعلق آپ نور کے گزشتہ پرچہ میں ملاحظہ کر چکے ہیں، اب سکھوں کے حقیقی ہی خواہ سردار سردول سنگھ صاحب کو شیر کا اہم اعلان اس ضروری امر کے متعلق ملاحظہ ہو (ایڈیٹر)

(سردار سردول سنگھ صاحب کو شیر کا اعلان)

"چند سکھوں پر آج یہ الزام لگایا جا رہا ہے اور جائز الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو خدا کا نام لینے نہیں دیتے ہیں ان کو سکھ کہتے ہوئے شرمندہ ہو رہا ہوں، مسلمانوں کے طرز عمل سے قطع نظر کرتے ہوئے ہر ایک سکھ کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ اذان کو بلند رکھنے میں مسلمانوں کو مدد دے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ظفر وال کے ان سکھوں کو جو اذان روک رہے ہیں، سکھ کہنا پاپ ہے، اور انھیں اپنے آپ کو سکھ سمجھنا پاپ ہے جن لوگوں نے ظفر وال میں مسلمانوں کو روکا ہے انھوں نے سکھوں کو بدنام کیا ہے، سکھ دھرم کی گردن پر تلوار چلائی ہے، ان کو سکھ کہنا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے گورو صاحب نے دربار صاحب امرت سر کی بنیادی اینٹ حضرت میاں میر صاحب کے ہاتھ سے رکھوائی تھی، گورو صاحب نے پاسیاں والی مسجد خود بنوائی تھی کرتار پور کی سب سے بڑی مسجد خود بنوائی تھی، اور اس میں امام رکھا تھا، آج تک کسی ذمہ دار سکھ نے بھی جو مجھے ملا ہے ظفر وال کے سکھوں کے طرز عمل کو پسند نہیں کیا، یہ مسلمان اور سکھ سوال نہیں ہے اگر قانون اس قسم کے نفاق کی اجازت دیتا ہے تو ایسے قانون پر ہزار لعنت ہے"

(سردار سردول سنگھ کو شیر)

قیام امن کا طریق

مذہب کی غرض - مذہب کے معنی رستہ کے ہیں یعنی وہ رستہ جس پر چل کر انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ جائے اور جن طریقوں کو استعمال کر کے انسان حقیقی چین کی زندگی بسر کر سکے، اور امن سے اس فانی دنیا کے چار دن گزار سکے،

دنیا میں جتنے بھی ریفارمر آئے ہیں کہ جن کی وساطت سے خدا نے دنیا میں مذاہب کی بنیادیں ڈالیں، ان سب کی تمام زندگی دنیاوی جھگڑوں سے پاک و صاف تھی، وہ دنیا میں آئے، اور غیر ملوث زندگی گزار کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے، انھوں نے اپنے اپنے دین و مذہب کو اخلاقی ہتھیاروں سے نہ تیر و تفتنگ سے پھیلایا کیونکہ مذہب کے قبول کروانے میں جبر بالکل روا اور درست نہیں، جیسے کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے صاف طور پر فرمادیا کہ اکراہ فی الدین قتلین المرشد من الغی - کہ دین کے پھیلانے میں جبر سے کام نہیں لینا چاہئے، کیونکہ حق اور باطل دونوں بالکل ظاہر چیزیں ہیں۔

ہندو مسلم فسادات اور سکھوں کی ان سے علیحدگی۔

لیکن آج کل جتنے بھی مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان فسادات رونما ہو رہے ہیں، ان سب کی وجہ یہی جبر ہے کیونکہ ہندو یہ کہتے ہیں، کہ چونکہ مجھے ہمارے مذہب میں ایک متبرک جانور ہے اور قابل پریش ہے۔ اسلئے مسلمان بھی اسے ذبح نہ کریں، خواہ ان کے مذہب میں اس کا کھانا جائز ہی کیوں نہ ہو، حالانکہ یہ گرج ظلم ہے کہ کسی کو اس کے جائز حق سے روکا جائے، کیونکہ ہر طرح تو دنیا میں فساد برپا ہو جائیگا۔ ہر ایک شخص جس کے جسم میں ذرا بھی طاقت ہوگی، وہ دوسرے کو اپنے ارادے اور نشانے کے مطابق چلائیگا، اور دنیا میں اندھیر چ جائیگا، اور انصاف کا صفایا ہو جائے گا، اور جس کی لاشی اسی کی پھینس والی مثال چسپاں ہونے لگیگی۔

اسی طرح عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ کوئی ایک خدا کی پوجا نہ کرے بلکہ تین مانے، انصاف کا طریق یہی ہے کہ ہر ایک شخص اپنی رائے میں آزاد ہو، جو چاہے مذہب اختیار کرے

بلکہ اگر وہ اس کو سچا سمجھتا ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ کوشش کرے لیکن صحیح کوشش کہ لوگ اسی کے مذہب میں داخل ہو جائیں ابھی تک سکھ صاحبان نے ایسے باہمی مذہبی فسادات میں کسی قسم کا حصہ نہ لیا تھا، کیونکہ سکھوں اور مسلمانوں کے قدیم سے تعلقات بہت اچھے چلے آتے تھے، ان کے گوروؤں اور سکھ بزرگوں کے آپس میں گہرے تعلق تھے، چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ دربار صاحب امرتسر کی بنیاد بھی حضرت میا میر صاحب نے ہی رکھی تھی، کیونکہ اگر ان کا آپس میں گہرا تعلق نہ ہوتا تو چاہئے تھا کہ سکھوں میں سے ہی کوئی بڑا آدمی اس کی بنیاد رکھتا، لیکن گورو جین دیو جی مہاراج نے ایسا نہیں کیا۔ اسی طرح گورو گو بندرنگھ جی کو سخت مشکلات اور مصائب کے وقت اپنے گھر میں پناہ دینے والے کوئی تھے تو وہ مسلمان ہی تھے،

لیکن افسوس کہ اس موجودہ زمانہ میں سکھوں میں بھی ایک یا دوسری قوم کی محبت یا انگیزت سے وہی تعصب آگیا ہے اور وہ بھی مسلمانوں کی مذہبی باتوں میں دخل دینے لگ پڑے ہیں چنانچہ حال ہی میں موضع ظفر وال (ضلع گورداس پور) میں سکھوں نے مسلمانوں کو ان کی اپنی مسجد میں اذان دینے سے روک دیا ہوا ہے حالانکہ جانتا چاہئے کہ اذان نماز کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اور نماز مسلمانوں کی مذہبی عمارت کا ایک ستون ہے۔

آخر اس دخل و مقولات سے کیا نتیجہ ہوگا، یہی ہوگا کہ دونو قوموں سے امن اٹھ جائیگا اور آپس میں دنگہ فساد ہوگا، اور دوسرے یہ کہ اذان کوئی ایسا کام نہیں ہے کہ وہ سکھوں کے کسی کام میں روک ہے کیونکہ اس میں تو انسان اپنا مسلمان ہونا اور خدا کو ایک مانتر والا ظاہر کر کے لوگوں کو نماز کیلئے بلاتا ہے، اس میں کوئی ایسی بری بات ہے کہ جس سے سکھوں کو کچھ نقصان کا اندیشہ ہے، کیا وہ اس اذان سے سکھوں کو مسلمان بننے پر مجبور کرتے ہیں؟ یا ان کو نماز کیلئے بلاتے ہیں؟ یا اس کی کشش ہی سے وہ خود بخود چلے آتے ہیں؟ آخر کچھ تو ہے جس کی وجہ سے سکھوں نے اذان کی اتنی مخالفت کی ہے، لیکن اگر تعصب کی پٹی کو آنکھوں سے اتار کر دیکھا جائے، تو صاف طور پر نظر آ جائیگا، کہ اس کی تہ میں کچھ بھی نہیں ہے، محض ہٹ دھرمی ہے، سوائے میرے سکھ بھائیو! امن کے قیام کا یہی ذریعہ ہے کہ ایک دوسرے کے مذہبی معاملات میں کسی قسم کا دخل نہ دیا جائے۔ جس طرح کسی کا جی چاہے

مذہبی معاملہ کو سرانجام دے۔

(عبدالرحمان بوتوالی، جامعہ احمدیہ)

پچھلا پرچہ کیوں لپیٹ ہوا۔ گذشتہ پرچہ

کی کاپیاں ۲۲ فروری کو یہاں سے روانہ کی گئیں، جو ۳۲ کو مطبع میں پہنچ گئیں، مگر میجر مطبع کی غفلت سے اخبار ۱۲ فروری کی شام کو چھپکر مجھے پہنچا، افسوس ہے کہ مسلمانوں میں فرض شناسی کا مادہ مفقود ہو رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی تمدنی اور مالی حالت و بدن نیچے جا رہی ہے، باوجود ان کی شدید غفلت کے میں انہیں پھر ایک دفعہ موقع دے رہا ہوں، اگر آئندہ بھی انھوں نے غفلت سے کام لیا، تو پھر فی الفور دوسرے مطبع میں انتظام کر لیا جائیگا۔

خبریں:-

نئی دہلی۔ حکومت ہند جلد ہی ایک ایسے افسر کو پیش ڈیوٹی پر مقرر کرنے والی ہے جو بٹر کمٹی کی رپورٹ پر عملدرآمد شروع کرے گا نیز مجوزہ گول میز کانفرنس کے متعلق ضروری کارروائی عمل میں لائے گا۔

پٹنہ۔ مس سیماہی بالاداس بہاؤ کونسل کی یونیورسٹی حلقہ سے امیدوار ہوں گی، آپ پہلی عورت ہیں جو اس صوبہ میں آنریری مجسٹریٹ ہیں، آپ میونسپل کمشنر بھی رہ چکی ہیں، اور پٹنہ یونیورسٹی کی سینٹ کی ممبر بھی ہیں،

پنجاب گورنمنٹ نے کانگریس پولیس کے ۳ جولائی تک بحال رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اس لئے کہ سول نا فرمانی اور عدم ادائیگی ٹیکس ریزولوشنز سے امن شکنی کا اندیشہ ہے اس لئے ۹۶ ہزار روپیہ منظور کیا گیا ہے۔

پشاور۔ صوبہ شمال مغربی سرحد کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ سردار امین اللہ جان اور سردار عبدالحمیم خان کو اس جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے کہ انھوں نے ہماری حلیف اور ہم آ حکومت افغانستان کے امن کو درہم برہم کرنے کیلئے سازش کی اور شنواری قبیلہ کو از سر نو بغاوت کرنے کیلئے براہگجھ کرنے کا منصوبہ کیا،

نئی دہلی۔ دہلی کے مقدمہ بم کے انچارج میجر ٹرنٹ پولیس نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص فائرس کے سپیشل پر بم پھینکنے والے مجرم کا سراغ لگائے گا اسے پندرہ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔

علم و تدبیر

ابن رشد اور مسئلہ حشر اجساد

مرنے کے بعد جی اٹھنے اور دنیا میں انسان نے اچھے برے جو کام کئے ہیں ان کی جزا و سزا پانے کا اعتقاد قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اقوام و ملل کا بیشتر حصہ اس اعتقاد کا حامی رہا ہے اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوئے ہیں جو اس کو دہم و خیال سے تعبیر کرتے رہے ہیں۔ جہاں تک مذہب اعتقاد و خیال کا تعلق ہے مسئلہ واضح اور صاف ہے اور کسی ایسی ملت کو جو اس قسم کے معتقدات میں پرورش پاری ہو اس پر اعتراض اور رد و قدح کا کوئی حق نہیں البتہ علمی حیثیت سے اس پر رد و قدح کی جاسکتی ہے اور مخالف و موافق دلائل کے موازنہ کا حق ہو سکتا ہے، ذیل میں ہم اس مسئلہ پر اشخاص و ملل کے مختلف اعتقادات و خیالات پر بحث کر کے یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اختلاف کی نوعیت اور اسباب کیا ہیں اور اقوام و ملل نے اس عقیدہ کی صحت پر جس عنوان سے دلائل پیش کئے ہیں عقل سلیم ان کی اہمیت کو تسلیم کر لینے پر کیوں مجبور ہے۔

(۱) قدام طبعین کا خیال ہے کہ مرنیکے بعد زندہ ہونا اور اعمال کی جزا و سزا پانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا، یہ عقیدہ ایک واپس اور خیال ہونے کے دلائل استدلالی اور ناقابل قبول ہیں، کہ ان پر توجہ کرنے کی ضرورت نہیں پھر ان کی کمزوری کا یہ بھی ایک بین ثبوت ہے کہ آخر عمر میں بعض طبعین نے اس خیال سے رجوع کیا اور بعض نے رجوع کے بعد ان کے دلائل کی پرزور تردید کی۔

(۲) فلاسفہ الہیات کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد جو کچھ ہوگا، اس کا تعلق جسم سے نہیں روح سے ہوگا، یعنی اخروی ثواب و عذاب یا سعادت و نکتہ کو صرف روح محسوس کرے گی جسم کو ان کا حصہ نہ ہوگا، فلاسفہ الہیات کے نزدیک جسم کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا وہ جسم کو روح کا آلہ کار خیال کرتے اور خادم بتلاتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ روح کو جو تفوق و امتیاز جسم پر حاصل ہے اس کی بنا پر شرح یہ حق رکھتی ہے کہ وہ جس طرح چاہے جسم سے کام لے۔

(۳) اصفہانی، ابو زہد و بوسی اور اکثر صوفیاء کی رائے ہے کہ معاد اور حشر جسم اور روح دونوں کیلئے ہے۔

(۴) متکلمین اسلام کا خیال ہے کہ حشر اور معاد صرف جسم کے لئے ہے روح سے اس کا کوئی تعلق نہیں، لیکن اخروی آسائش و راحت یا عذاب و نکتہ کو جس جسم سے تعلق ہوگا، وہ یہ دنیا ہی جسم نہ ہوگا بلکہ ایک اور شکل ہوگی جو موت کے بعد شکل پذیر ہوگی، متکلمین میں سے یہ قول صرف ان اشخاص کا ہے جو بحر نفس و ناطقہ کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔

جالیئوس اس مسئلہ میں خاموشی کو پسند کرتا ہے اس نے موافق و مخالف دونوں قسم کے دلائل کو دیکھا، لیکن ان میں سے کسی نوع کی براہین کو ترجیح نہ دے سکا، آخر عمر تک وہ اس پر غور کرتا رہا۔ اور جب کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا تو اس نے یہ رائے ظاہر کی کہ:۔

”مجھ کو اس وقت تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مزاج روح کا نام ہے جو موت کے بعد معلوم ہو جاتا ہے اور پھر اس کا اعادہ محال ہے یا وہ جو ہر ہے جو جسم کے فنا ہو جانے کے بعد بھی باقی رہتا ہے“

مخالف و موافق نظریات اور دلائل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حشر اجساد و معاد کے مسئلہ میں اختلاف کا منشا اوشکل و ہیئت کا اختلاف ہے جس کو مذہب نے پیش کیا ہے بعض مذاہب نے حشر و معاد کی صورت اس طریقہ پیش کی ہے جو روح سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے اور بعض ملل نے اس نوعیت میں ظاہر کی ہے جو جسمانی۔ اور حیوانی جذبات و خواہشات سے زیادہ مناسب ہے حشر اجساد و معاد کی ان مختلف شکلوں نے اختلاف خیالات کی طرح ڈالی اور جس کو جو صورت پسند آئی اس کو اختیار کر لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ متکلمین اسلام اور مسیحیت کے اعتقادات و خیالات میں بعد المشرقین ہو گیا، ان میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی شریعت کی تشبیہات کو پیش نظر رکھا اور ان تشبیہات پر عقائد و خیالات کی بنیاد رکھ دی چنانچہ:۔

(۱) قدیس پولوس کا خیال ہے کہ مادہ نے جسم کو پیدا کیا ہے یہ جسم فنا ہو جائے گا، اور اس کے بعد ایک اور ہیئت میں ظاہر ہوگا، جو پھر کبھی فنا اور انحلال کو قبول نہیں کرے گا،

(۲) تیسس شریڈنبرگ کی رائے ہے کہ:۔ ”دنیا کی تمام لذتوں کی نظیر آخرت میں بھی ہے“ یعنی جو لذتیں دنیا میں انسانوں کو حاصل ہیں آخرت میں بھی وہ حاصل ہوں گے

(۳) سیدانتی کا خیال ہے کہ عالم آخرت کی زندگی اعراس کے مانند ہے جس کے بعض اثرات متعاقب ہوتے ہیں

جس طرح پیروان مسیحیت کے مذکورہ بالا اقوال مختلف بلکہ متضاد ہیں، اسی طرح متکلمین اسلام کے خیالات میں بھی اختلاف ہے صوفیاء کہتے ہیں کہ حیات اخروی، روحی سعادت اور عیم معنوی کا نام ہے اور بعض معاد کو لذت جسمانی اور شہوات حیوانی کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔

ان اختلافات کا سبب جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں صرف یہ ہے کہ نصوص شرع میں حشر اجساد و معاد کا مسئلہ اتنا واضح اور صاف نہیں کہ کسی ایک رائے پر اتفاق ہو سکے بلکہ بعض نصوص تو اس قدر مبہم ہیں کہ ان میں قیل و قال اور بحث و گفتگو کی کافی گنجائش ہے،

ابن رشد نے اس مسئلہ میں صوفیہ اور عقلا، فلاسفہ کے مذہب کو ترجیح دی ہے۔ اور وہ حشر اجساد و معاد کو روحانی لذات میں منحصر سمجھتا ہے چنانچہ اس نے امام غزالی کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے اپنی کتاب تہافتہ الفلاسفہ میں لکھا ہے کہ:۔ فلاسفہ میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جو حشر اجساد کا منکر ہو حشر اجساد کا عقیدہ تقریباً ایک ہزار سال سے دنیا میں شائع و ذائع ہے اس عقیدہ کا اظہار سب سے پہلے موسیٰؑ کی وفات کے بعد انبیاء بنی اسرائیل نے کیا، جیسا کہ زبور اور دیگر صحف بنوا اسرائیل تحریر ثابت ہے۔ اہل انجیل میں تو متعدد مقامات پر اس کا ذکر آیا اور حضرت مسیحؑ نے متعدد طریقوں سے اس کو سمجھایا ہے،

ابن رشد کی تحقیقات نے اس مسئلہ کو اس قدر صاف کر دیا ہے کہ منکرین حشر اجساد کو بھی اس کے دلائل کے سامنے سر جھکا دینا پڑا ہے حقیقت یہ ہے کہ ابن رشد اور عقلا نے اس امر کو روایت اور روایت سے بخوبی سمجھ لیا تھا، کہ حشر اجساد و معاد کی ثمریت انسان کو اس شاہراہ پر ڈال دیتی ہے جو انسان کو انسان بناتی اور سعادت خاص سے اس کو عزت بخشی ہے

عقلا، فلاسفہ اور صوفیہ نے اس حقیقت کو محسوس کر لیا تھا کہ انسان کی غیر مستقل مزاج ہستی کے اندر خلقی فضائل کو چمکانے اور نظری و عملی فضائل کو پیدا کرنے کیلئے اس عقیدہ کا وجود ضروری ہے ان کا خیال تھا کہ انسان اس وقت تک حقیقی زندگی کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اعمال حسنہ سے فضائل کو حاصل نہ کرے اور فضائل کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ زندگی کے کسی حصہ میں ان کے فوائد سے متمتع ہونے کا امکان نہ ہو۔

ابن رشد اور دیگر فلاسفہ نے حشر اجساد و معاد کے عقیدہ کو

حق مان کر اس کی حقیقت پر بھی بحث کی ہے اور اس سلسلہ میں مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے کہ معاد کا وجود اس دنیا سے بالکل علیحدہ چیز ہے یعنی نشاۃ الثانیہ اور یہ کہ نشاۃ الثانیہ جس عالم میں ہوگی وہ موجودہ دنیا سے بہتر عالم ہے

(رفیق، بلند شہر)

انسان نسل انسان

نیویارک (امریکہ) سے بذریعہ ڈاک خیرائی ہے کہ امریکہ کے سب سے بڑے ماہر تاریخ طبیعی اور ڈاکٹر عجائب خانہ تاریخ طبیعی امریکہ ڈاکٹر اڈربرن نے جو دنیا بھر میں علم الحیوۃ کے مسلمہ عالم ہیں مندرجہ ذیل چیلنج نظریہ ڈارون کو دیا ہے۔

انسان اور بندر کا مورث اعلیٰ ایک نہیں۔

انسان تا بندر کا واقعہ ایک افسانہ ہے حقیقت ہے۔

انسان اپنے جملہ مدارج ارتقائیہ میں ہمیشہ بصورت انسان

رہا ہے اور اس کی نسل بندر سے قطعی جدا ہے۔

اب سے پانچ سال پیشتر تک ڈاکٹر اڈربرن بھی اکثر سائنس دانوں کی طرح نظریہ ڈارون کے ہی متقدّم تھے، اور سمجھتے تھے کہ حضرت انسان کا مورث اعلیٰ کوئی میمون نژاد جانور تھا، جو آج کل کے "چمپانزی بندر" یا بن مانس سے صورت شکل میں مشابہ ہوگا، مگر جب اس مسئلہ کی نہایت غور و فکر سے تحقیق و تدقیق کی گئی تو دل میں شلوک پیدا ہونے لگے، اور جب وہ مسٹر رائے چیمپین اینڈریوز کیساتھ تحقیق و تجسس کیلئے ایک علمی مہم لیکر وسطی ایشیا کے ریگستان صحرائے شامو میں گئے، تو جو باتیں وہاں معلوم ہوئیں ان کے باعث ان کا عقیدہ بالکل بدل گیا۔

ڈاکٹر اڈربرن نے نظریہ ڈارون کی جو تردید کی ہے وہ امریکہ کے ایک علمی رسالہ میوین بالولوجی میں شائع ہوئی جو اور اس تردید کے شائع ہوتے ہی عجائب خانہ میں جتنے کارکن تھے ان سب میں ایک قسم کا سخت ہیجان پھیل گیا۔

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ میرے رفقاء کار میں صرف ایک شخص ایسا ہے جو مجھ سے متفق خیال ہے لیکن مجھے اور ڈاکٹر اینڈریوز کو کامل امید ہے کہ وسطی ایشیا میں تحقیق و تجسس کے بعد جو حالات معلوم ہوں گے، وہ ایسے ہوں گے کہ کوئی دلیل ان کا مقابلہ نہ کر سکیگی، ڈاکٹر اڈربرن کا قول ہے کہ دنیا میں سب سے پہلا انسان ریگستان

گوبی یعنی صحرائے شامو میں پیدا ہوا تھا جو وسطی ایشیا میں ایک کف دست اور بے آب و گیاہ میدان ہے

ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت انسان کے مودین اعلیٰ کا خیالی یا اصلی ماحول ایشیا کے گرم اور مرطوب نشیبی مقامات میں ہرگز نہیں تھا، بلکہ ایک ایسے ملک میں تھا جیسے وسطی ایشیا کی سطح مرتفع جہاں کی آب و ہوا نہایت مفرح اور روح افزا ہے لیکن یہ ملک ایسا ہے جہاں کی آب و ہوا میں کوئی میمون نژاد جانور ہرگز زندہ نہیں رہ سکتا۔ ڈاکٹر اڈربرن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ دیگر معتقدین ڈارون کی طرح وہ بھی یہ یقین کرتے تھے کہ انسان کے مودین اعلیٰ بن مانس کی شکل صورت کے حیوان ہوں گے، جن کے ہاتھ لمبے لمبے ہوں گے تاکہ درختوں کی شاخیں پکڑ کر جھول سکیں، دھڑکا پھل حصہ بہ نسبت اگلے حصے کے کم ہوگا، ہاتھوں کی انگلیوں میں جو ناخن ہوں گے وہ اندر یعنی ہتھیلی کی طرف مڑے ہوتے ہوں گے، انگوٹھے بہت چھوٹے چھوٹے ہوں گے، تمام جسم پر بال ہوں گے، کان بکڑے اور نوک دار ہوں گے، پاؤں کے پنجوں اور دم میں گرفت کی طاقت ہوگی۔

مگر جب انھوں نے اس امر پر غور و خوض کیا کہ انسان کی جہت ہی قدیم اور جنگلی نہیں ہیں، ان میں بھی کوئی علامت میمون نژاد ہونگی نہیں پائی جاتی۔ تو ان کو نظریہ ڈارون کی صحت میں شک ہونیکا اڑھائی لاکھ سال پیشتر کے جو ہاتھ بحالت جبری زمین سے برآمد ہوئے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی انگلیاں کسی طرح بھی بندروں جیسی نہیں اور وہ سولہ آنہ انسانی ہاتھ ہیں۔ ڈاکٹر اڈربرن فرماتے ہیں کہ ایک چیز جس نے نظریہ ڈارون پر کاری ضرب لگائی ہے وہ انکشاف ہے، ان مختلف النوع اور مختلف الوضو سنگ حقائق کے بنے ہوئے اوزاروں کا جنھیں ماہرین طبقات الارض نے اب سے ساڑھے بارہ لاکھ برس سے پیشتر کا بنا ہوا بتایا ہے ان اوزاروں کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو ہاتھ ان سے کام کرتے تھے ان کی ساخت بالکل مکمل تھی، انگلیوں اور انگوٹھے کی نشست و گرفت کامل تھی اور جو لوگ ان اوزاروں سے کام لیتے تھے ان کے دماغ بھی بڑے بڑے تھے، اور ان کی پیشانی کشادہ ہوتی تھیں۔

تمدن اسلام کا اثر مغربی تہذیب

مؤرخین یورپ نے مغرب کی موجودہ تہذیب کا آغاز اس تحریک

کو قرار دیا ہے جسے انھوں نے نشاۃ الثانیہ سے تعبیر کیا ہے جس میں یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس عملی و اخلاقی تحریک کے بانی جس نے اُن کی ایک لگن دل میں سب کے لگا دی اور گویا ایک آواز میں سوئی مسی جگادی تھی عرب اور خاص عرب ہی تھے،

یورپ والوں میں کچھ انصاف والے بھی ہیں اور اس مختصر تبصرہ میں ہم زیادہ تر انھیں راست گو صاحبوں کے اقوال و آراء سے یہ ثابت کریں گے کہ ان کے نزدیک یورپ کے عہد تاریک میں وہ عربوں ہی کے علم و فضل کا دیا تھا جس سے مغرب کے باہمت بزرگوں نے تہذیب و شائستگی کی سینکڑوں ہزاروں قندیلیں روشن کیں اور انھیں روشنیوں کی بدولت اس تہذیب حاضرہ کا آغاز ہوا، جس کی برقی جلوہ پاشیوں سے آج ہماری آنکھیں خیرہ ہو رہی ہیں، یہ عرب جنھوں نے یوں دنیا کی کایا پلٹ دی ایک آزاد نش اور بے باک قوم تھے وہ غیر قوموں کے آگے سر جھکانا فطرت انسانی کے خلاف تصور کرتے تھے زندگی سے لطف اٹھانے کی ہوس ان لوگوں میں اس قدر کم تھی کہ وہ نرم گاہ ہستی کے ہر مقام پر خطروں اور صعوبتوں سے دوچار ہونے کے حد درجہ مشتاق رہتے تھے، اور اگرچہ قصداً و قدرے انھیں دنیا کی شورش و شر سے کوسوں دور بقوق صحراؤں میں دکیل دیا تھا مگر یہ خاموش اور جبری لوگ قرون سے مشرق و مغرب کے مشترک تاجر بن ہوئے تھے۔ اسلام نے اگر ان میں سہمی کی ایشا و یگانگت کی روح پھونک دی، اس کے سیدھے سادے اہولوں کو اپنے سینہ میں لے ہوئے اطراف عالم میں پھیل گئے اور جس جگہ پہنچے انھوں نے راستی اور آزاد خیالی کی اشاعت کو اپنا قومی شعار بنالیا۔

اسلام کی فتوحات یورپ میں

پہلی صدی ہجری کے ختم ہونے میں ابھی گیارہ سال رہتے تھے کہ عربوں نے شام و مصر میں جزیرہ ہائے بلبرک تین سال بعد شام میں طارق نے جبل الطارق پر اپنی فوج اتاری اور بارہ ہزار مسلمانوں نے رزیرق کی ایک لاکھ فوج کو شکست فاش دی، موسیٰ جو اس وقت افریقیہ کا والی تھا اٹھارہ ہزار فوج لیکر شام میں سپین کو فتح کرتا ہوا فرانس میں داخل ہوا، لیکن خلیفہ ولید نے جو اپنی پھیلتی ہوئی سلطنت کو نظم و نسق سے مستحکم کرنا چاہتا تھا، طارق اور موسیٰ دونوں کو معزول کر کے دمشق واپس بلا لیا، موسیٰ کا ارادہ تھا کہ فرانس اور جینی کو مسخر کرتا ہوا قسطنطنیہ کے راستے سے ایشیائے کوچک میں داخل ہو، ایک فرانسیسی مؤرخ کہتا ہے کہ اگر وہ ایسا کر سکتا تو یورپ میں اتحاد نہ ہی پیدا ہو کر تہذیب و تمدن کا زمانہ شروع ہو جاتا۔

اس کے پس برس کے بعد (۱۳۳۲ھ) خلیفہ شام کے زمانہ میں وہ لڑائی ہوئی جس کے فیصلہ پر عیسائی مؤرخین کے قول کے مطابق یورپ کی قسمت کا فیصلہ عیسائیت کے حق میں ہو گیا، حقیقت یہ ہے کہ جنگ طور میں جابلو مارٹل کو عرب سپاہیوں کی اس طرح نے جو انھیں اس وقت اپنے مال غنیمت کی نسبت تھی، اور بعد میں عرب سرداروں کے باہمی تفرقوں نے بہت کچھ مدد دی اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان نصیب ہوا کہ عرب راتوں رات میدان جنگ کو خالی کر کے جنوب کی طرف مراجعت کر گئے ہیں،

عرب فرانس میں

اگر اس شہرہ آفاق جنگ میں اسے وہ کامیابی نصیب ہوئی ہوتی جو یورپین لوگ بیان کرتے ہیں تو عرب چارلز مارٹل کے بعد دو سو برس تک جنوبی فرانس پر حکمران نہ رہ سکتے، چارلز مارٹل انھیں کسی شہر سے جہاں اس کا فوجی قبضہ تھا نہ نکال سکا، فی الواقع وہ اور اس کے بعد پین پست قد دونوں عربوں سے بہت ڈرتے رہے اور انہوں نے ان کے جنوبی فرانس پر قانع رہنے کو ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھا طور کی لڑائی کے بعد ۳۴۲ء میں یعنی دو برس بعد عربوں نے فرانس پر حملہ کیا، اور آرمینوں کے شہر پر قبضہ کر لیا، عقبہ نے دو فیٹی پر چڑھائی کی، عربوں کی فوج کے چند دستے برگندی میں پھیل گئے اور پیرس تک کو خطرہ میں ڈال دیا، اس کے ساتھ ہی وہ ۳۵۲ء میں اٹالیہ کے شمال مغربی حصے پیموں پر قابض ہو گئے، چارلز مارٹل نے ان کے خلاف مسیحیت کو صاف آرا کرنے میں پوری کوشش کی، مگر باوجود بہت سی مدد کے ناریوں کا شہر تسخیر نہ کر سکا، بالآخر اس نے دریائے لوارد کی جنوب کی طرف متعدد شہروں کو منہدم کر دیا، اس خیال سے کہ شاید یہی طرح عربوں کی یورپین انجام کو پہنچیں، اور اسے اپنے دار الخلافہ میں چین سے بیٹھنا نصیب ہو، شام کی موت (۳۵۷ء) مسلمانوں کی سلطنت اپنی معراج ترقی پر پہنچ چکی تھی، یورپ میں سپین، جنوبی فرانس، شمال مغربی اٹالیہ ان کے تسلط میں تھے جزیرہ ہائے کاریکا، ساؤٹھینسیہ، کریٹ، رڈو، ساپیرس، اسسلی، سیلیٹھ کا ایک حصہ اور جزائر یونانی میں سے بعض جزیرے بھی ان کے تصرف میں تھے۔

لیکن پتھورے عرصہ کے بعد مسلمانوں کی اتنی بڑی سلطنت کو عربوں اور بربریوں کے قومی اختلافات اور باہمی منافقوں نے کمزور کر دیا، فرانس کے مسلمانوں سے ہسپانیہ کی حکومت نے تعلقات منقطع کر دیئے پھر بھی سپین "پست قد" شاہ فرانس ناریوں کے گرد چا

برس محاصرہ ڈالے رہا، آخر ۳۵۷ء میں فرانس میں عربوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، لیکن اسی برس بعد بنی امیہ کے پانچویں ہسپانی خلیفہ عبداللہ کے عہد میں عربوں کی بعض قوموں نے مل کر جنوبی فرانس پر حملہ کیا، نویں صدی میں بودائے پرووانس اور وائیٹ میں پھیل گئے اور بعد میں لیگوریا کے ساحلوں پر ایلپس کے اوپر پٹیوں میں، بلکہ سوٹزر لینڈ تک پہنچ گئے اور اس کے ایک حصہ پر قابض ہو گئے فرانس کے جنوب میں ماریسز گرینڈیل اور بالخصوص مینس عرصہ تک ان کے قبضہ میں رہے اور یہ انھیں کے تسلط کی وجہ ہے کہ آج تک اس شہر کا ایک حصہ "عربوں کا قبضہ کہلاتا ہے۔"

عرب اٹالیہ میں

۳۵۷ء میں مسلمانوں نے اٹالیہ کے ساحل پر ایک بحری حملہ کیا اور پاپا سے روبا جون شتم کو خارج دینے پر مجبور کر دیا، انھوں نے نیپلز کے پادری کو جس نے پہلے ہی سے خوشی ان کے ساتھ رابطہ پیدا کر لیا تھا اس مال غنیمت میں سے کچھ حصہ دیا۔

دسویں صدی میں مصر کے اعلیٰ خلیفہ قائم نے اٹالیہ کے بحری قزاقوں کا قلع قمع کرنے کیلئے ایک بیڑا تیار کیا، اور وہ جنوبی اٹالیہ میں کیتھ کے شہر تک تاخت و تاراج کرتا گیا۔ اس کے جنگی جہازوں نے خیو پر قبضہ کر لیا، بلکہ امبارڈی کے ایک حصہ پر بھی اس کا تسلط ہو گیا، اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر خانگی تنازعات مانع نہ ہوتے تو مسلمان بہت اٹالیہ کو فتح کر لیتے۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی بحری قوت کس قدر تھی، فی الواقع خلیفہ ہسپانیہ کے بحری بیڑے کے آگے سارے یورپ کی مجموعی بحری قوت ایک دن کیلئے نہ ٹھہر سکتی تھی، مسلمانوں نے دنیاوی سطوت اور ملکی اقتدار کا راز سمجھ لیا تھا، انھوں نے نہ صرف اپنی بری فوج کو قواعد دان بنایا بلکہ اپنے بحری بیڑوں سے بھی مسیحیت پر رعب داب جمائے رکھا، بحر متوسط صدیوں تک ان کے قبضہ میں رہا، اور مغربی قومیں اس عرصہ میں انھیں کے بحری اصولوں پر کار بند رہیں، لفظ ایڈمیرل امیر البحر کا بگاڑا ہوا ہے اور لفظ امیران امیر المارے ملتا جلتا ہے۔

جب ترکوں نے بغداد پر قبضہ پا کر عربوں کے تمدن کا خاتمہ کر دیا تو انھوں نے بھی دو تین صدیوں تک اہل یورپ کے دل پر اپنی فوجی طاقت کا سکھ بٹھائے رکھا، محمد بن فاتح کا توپ خانہ ضرب المثل تھا، اور یہ بات مسلم ہو گئی کہ ترکوں کی بحری و بری طاقت کے آگے کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی، لیپانٹو کی بحری لڑائی

کے بعد مسیحیت کو اس ہر وقت کے خطرے سے نجات ملی ایک زمانہ میں ترک آسٹریا کے دار الخلافہ وائنا کا محاصرہ بھی کئے رہے۔

فرمانروایان اسلام مسیحیت کے باہمی تعلقات

ریاست ہائے بلقان، آفٹاز اور روس کا جنوبی حصہ یہ سب ترکوں کے نام کا کلمہ پڑھتے تھے، موجودہ زمانہ میں ترک ہی وہ غیر عیسائی قوم ہیں، جو اپنا جھنڈا یورپ کے قدیم شہروں پر اڑاتا دیکھتے ہیں، یہ بات قابل توجہ ہے کہ مسلمانوں نے وحشیوں کی طرح لوٹ مار نہیں کی، بلکہ ان کی فتوحات کے بعد دول یورپ ان کو قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھنے لگیں، اور جب تک وہ باقتدار رہے ان کے ساتھ سیاسی اور مالی بلکہ دوستانہ تعلقات رکھنا باعث فخر سمجھتی رہیں۔

ہارون الرشید اور شہنشاہ شارمین کا تعلق مشہور ہے ہارون نے اپنے عیسائی ہمعصر کو ایک یہودی سفیر کے ہاتھ بیت المقدس کی چابیاں (۸۰۱) میں بھیج دیں ایک اور موقع پر اسے نہایت عمدہ تحائف بھیجے، جن سے عربوں کے تمدن کا پتہ چلتا ہے ان میں ایک گھڑی تھی، جو بیتل کے گولوں کے ایک فلزی دائرے پر گرنے سے بجتی تھی غالباً یہ آبی گھڑی تھی۔

عبدالرحمن ثالث (الناصر) خلیفہ اندلس سے تعلقات قائم کر لیں شاہان یورپ نے بہت خواہش ظاہر کی، اس نے پہلے ہل امیر المؤمنین (ہسپانیوں نے اسے بگاڑ کر میرامون بنالیا) کا لقب اختیار کیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ اپنے وقت کا سب سے زبردست فرمانروا تھا، فقط اس کے محصول کی آمدنی ایک کروڑ بیس ہزار دینار تھی اس کی بحری قوت یورپ بھر میں سب سے زیادہ تھی، اور بحر متوسط گویا اس کی سلطنت میں شامل تھا، دوزی کہتا ہے کہ اس کی قواعد دان فوج دنیا بھر میں اپنا جواب نہ دیتی تھی، یورپ کے سب سے بڑے بادشاہوں نے اس کے دربار میں اپنے سفیر بھیجے، چھوٹے چھوٹے حکمرانوں نے دوستی کو باعث افتخار سمجھا، سیلو میوں کے ڈیوک (عربی میں ضوک کہتے ہیں) اور پرنٹر (جسے عرب جبل البرت کہتے تھے) کے پار ایک شہزادہ نے جس کا نام اکو (ہوگو) تھا۔ عبدالرحمن کے ساتھ رابطہ قائم کرنا چاہا۔

سلطان مصر و شام (الملك الظاہر سلطان بیس) نے ۱۲۷۹ء میں قاضی جمال الدین کو شاہنشاہ منفرڈ (من فرید) کے پاس بطور سفیر بھیجا، یہ فرمان روا مسلمانوں کا بہت بڑا مارج اور علوم و فنون کا دلدادہ تھا، سفیر بیان کرتا ہے کہ اٹالیہ میں لوچرہ کا شہر سارا

مسلمانوں سے آباد تھا، جو خیزہ صفید سے آکر وہاں آباد ہوئے تھے۔ "انبرور" کے معزز عہدیدار سب مسلمان ہی تھے، اور وہ اس کے کیمپ میں دہڑے سے اذانیں دیا کرتے تھے، اور کھلے طور پر غازیں پڑھتے تھے، پاپائے رومانے اسے کلیسا سے خارج کر دیا جمال اللہ نے انبرور کے حکم سے ایک کتاب بھی منظر پر لکھی جس کا نام اس نے "انبرور یہ" رکھا۔

قرون وسطیٰ میں یورپ کی حالت

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جب مسلمانوں نے یورپ کے ممالک پر حملے کرنے شروع کئے اس وقت یورپ کی حالت کیا تھی، اور بالعموم قرون وسطیٰ میں مغربی تمدن کی کیا کیفیت تھی۔

ہسپانیہ کی حالت مسلمانوں کی فوج کشی کے وقت

جس وقت طارق و موسیٰ کی متفقہ کوششوں سے سارا ملک ہسپانیہ مسلمانوں کی قلمرو میں داخل ہو گیا اس وقت کی حالت ناگفتہ بہ تھی، نوابوں اور امیروں اور پادریوں کے طبقے ہر قسم کے ٹیکس سے بری تھے، طبقہ متوسط کی حالت قابل رحم تھی، صنعت و حرفت طرح طرح کے محمولوں کے شکنجوں میں جکڑی ہوئی تھی، اور تجارت محض نام کو باقی رہ گئی تھی، حقوق یافتہ امراء نے ملک کو بڑی بڑی جائدادوں کی صورت میں منقسم کر رکھا تھا، جہاں دنیاوی اور کلیسائی لوگ خوب گلچرے اڑاتے تھے، اور اپنے غلاموں اور کمیتوں کو محنت و مشقت سے فائدہ اٹھا کر انھیں طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار کیا کرتے تھے، عام لوگ جہالت اور توہمات کے سخت پنجوں میں پھنسے ہوئے تھے، تعلیم سے عاری اور عقل و فہم سے کوسوں دور پڑے ہوئے تھے، یہودیوں کے ساتھ حد درجہ کی سختی کی جاتی تھی بادشاہ، امراء اور پادری سب ان کی گردن پر سوار تھے اور ان کی زندگی کو جہنم کی زندگی کا نمونہ بنائے ہوئے تھے، غرض ہسپانیہ اور بالعموم یورپ کی حالت صدیوں سے اسی طور پر تھی، کہ نیکیوں پر بدیوں اور علم و حکمت پر لاعلمی اور جہالت کے ہزاروں لاکھوں پردے پڑے ہوئے تھے، جب قوموں اور ملکوں کا یہ حال ہوتا ہے تو فضائے عالم اپنی ہیبت ناک آواز سے کسی ایسے رہائی دلانے کے کو پکارتی ہے، جو اپنے قول و عمل سے ان مردہ رحوں میں ایک تازہ جان ڈال دے، اور یہ دعوت کبھی بیکار نہیں جاتی۔

یورپ کی روحانی حالت

یورپ کے تمام ممالک خصوصاً اطالیہ اور یونان میں لوگوں کی روحانی حالت کو عیسائیت کی ہزار سالہ مذہبی تعلیم نے ذرہ بھر بھی

فائدہ نہ پہنچایا تھا، ڈیر سپر اپنی مشہور تصنیف "یورپ کی دماغی ترقی" میں لکھتا ہے کہ جنوبی یورپ کی اقوام میں پرانے بت پرستانہ توہمات اس طرح چھائے ہوئے تھے، کہ انھوں نے نہ صرف ترقی کی تھی بلکہ اپنے ساتھ اپنے مقدس مذہب کو بھی مسلمانوں اور یہودیوں کے طعنوں کا ہدف بنا رکھا تھا، وہ خود تو جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے ہی عیسائیت کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے۔

پاپائے روما اس شخصی حکومت کا سردار باوقار تھا جس نے یورپ کی روح کو لٹوکرامات اور لامعنی تبرکات کی سلاسل میں گرفتار کر رکھا تھا، ہر طرف معجزوں کی بھرمار اور آسمانی نشانات کی بوچھاڑ ہوتی تھی، اور مشرکانہ بدعتوں نے مذہب کو ایک کھیل بنا دیا تھا، مقدس دوشیزہ اور اولیاء کو قوانین قدرت میں الٹا پھیر کر کے دعا گو اشغال کو منظر استحسان دیکھنے کا حق حاصل تھا، بتوں کی قربان گاہوں اور مورتوں کے سامنے دن دوپہر صد ہا چراغوں اور موم بتیوں کا جلانا بیماریوں اور خطروں سے فوق العادت طریقوں سے شفایا نجات پانا اور اس کے شکرانے میں نذر و نیاز گزارنا اور تیش چڑھانا، گزرے ہوئے بزرگان دین کو ولی یا خدا قرار دینا، پادریوں کا خاص انداز سے چاند منڈوانا، ازدواجی تعلقات سے بظاہر محترز اور بیاطن ان میں منہمک رہنا، یہ وہ باتیں تھیں جنہیں ساری عیسائی دنیا گویا اپنے مذہب کا لازمی جز سمجھتی تھی،

۱۲۵۷ء میں پاپائیت کا عہدہ نیلام کیا گیا، جس پر امیدواروں نے بڑھ بڑھ بولیاں دیں، اور وہ کیوں ایسا نہ کرتے جبکہ یہ عہدہ ایک معقول آمدنی کا ذریعہ اور بے حد حکومت پسندی اور جور و ظلم کا سرچشمہ تھا، پوپوں کی رشوت ستانی اور عیش پرستی ضرب المثل ہو چکی تھی، "پوپ ساخوش قسمت" یہ فقرہ اس زمانہ میں زبان زد خلافت تھا،

بت پرستی کا اس قدر چرچا تھا کہ شہر شہر کا بت جدا تھا، جا بجا اولیاء کی ہزاروں مورتیں تھیں جن کی نسبت یہ اعتقاد تھا، کہ بعض ان میں سے روتی رہتی ہیں، بعض چشمک زنی کرتی ہیں، اور بعض کے اعضاء سے خون جاری رہتا ہے، مقدس پرندے ہوائی شہداء چراگاہوں میں مولشیوں کے ساتھ چرنے والے راہب، غاروں میں درندوں کے ساتھ پناہ لینے والے خدا پرست! ان سب نے عیسائیت کو دنیا کا سب سے زیادہ توہم پرست مذہب بنا رکھا تھا، ایک مشہور انگریزی مؤرخ لکھتا ہے کہ مشرقیوں (قسطظنیہ کے عیسائیوں) نے ہزار سال میں باوجود اتنے خزان علم رکھنے کے

ایک مشہور مصنف یا ایک اعلیٰ کتاب بھی پیدا نہیں کی، دینیات نے خیالات کو اپنے شکنجے میں دبا کر نیم جان کر دیا تھا،

حضرت یورپ اپنے عروج کے زمانہ میں ہر بادشاہ کو اپنا غلام اور اس کی رعایا کو اپنا ہی مال سمجھتے تھے، وہ بادشاہوں کے سیاسی چھوڑ خانگی معاملات میں دخل بے جا دینا اپنا حق تصور کرتے تھے چنانچہ فلپ شاہ فرانس کے ساتھ ایسا ہی ہوا، اسے واسے! صلاح الدین تو کس قدر خوش قسمت ہے،

مسلمانوں کی اقتصادی حیثیت

ایک افسوسناک حقیقت

صوبہ پنجاب کی کل آبادی ۲۰ ملین (ملین = ۱۰ لاکھ) ہے اس میں ۱۱ ملین ہندو، ۱۱ ملین مسلمان اور صرف ۲ ملین سکھ ہیں بحساب اوسط ہندوؤں کی تعداد ۳۱ فی صدی، مسلمانوں کی ۵۵ فیصدی اور سکھوں کی ۱۱ فی صدی ہے عیسائیوں کی آبادی ۱ ملین ہے اور ان کی اوسط صرف ۱ فیصدی ہے،

پنجاب کی ۶۰ فی صدی آبادی کا گذارہ زراعت پر ہے زراعت زیادہ تر مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے، اس لئے کہ ہندو زیادہ تر شہروں اور قصبوں میں رہتے ہیں جبکہ مسلمانوں کی اکثریت دیہات میں آباد ہے سرکاری اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ پنجاب کے ۶۱ فی صدی مسلمان زراعت پر بسر اوقات کرتے ہیں، زراعت پیشہ ہندوؤں کی تعداد ۵۵ فی صدی ہے لیکن سکھ ان دونوں سے بڑھے ہوئے ہیں، اندازہ کیا گیا ہے کہ شہروں میں صرف ۷ فیصدی سکھ رہتے ہیں جبکہ سکھوں کی دیہاتی آبادی ۷۷ فی صدی ہے اور یہ تقریباً سب کے سب زراعت پیشہ ہیں۔

اس طرح زراعت کے میدان میں سکھ مسلمانوں سے بازی لیکھے ہیں اور تجارت کے میدان میں ظاہر ہے کہ ہندو ان دونوں کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں، ۱۱ لاکھ ۱۰ ہزار یعنی ۱۳ فی صدی ہندو اس وقت تجارتی پیشوں میں مصروف ہیں، حالانکہ صرف ۴ لاکھ ۱۹ ہزار یعنی کل ۱۴ فیصدی مسلمان تجارتی کاروبار کرتے ہیں، دیہاتی ساہوکارہ سے لے کر شہروں اور قصبوں کے بڑے بڑے بنکوں تک سب ہندوؤں کے قبضے میں ہیں، اس قسم کے کاروبار میں ہندو ایک لاکھ ۲۸ ہزار اور مسلمان کل ۱۱ ہزار مصروف ہیں، مسلمانوں کی محرومی اور بد بختی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس بارہ میں سکھ بھی ان سے آگے

کا مقام بنانا چاہئے۔

علامہ اور مزدور۔ مسٹر ریزے میکڈانلڈ کی طاقت کا راز آپ کی دیانت، فہم و فراست، اصابت رائے، استقلال و استقامت محنت و ہمت، خلوص نیت، اور ضبط نفس میں مضمر ہے علمی اور ذہنی قابلیت کے لحاظ سے آپ بہت ہی بلند اور گراں پایہ سی کے مالک ہیں اس زمانہ کے کسی برطانوی وزیر اعظم نے دنیا کی حیات آپ سے بڑھ کر نہیں کی، آپ کو اہل جہاں اور فرمانروایان جہاں کا بہت علم ہے، آپ بے نظیر علامہ اور منظر مزدور ہیں اور یہ ایسے اوصاف ہیں جن کے جامع بہت کم اشخاص ہوتے ہیں **خلوت میں فلاسفر اور جلوت میں مقرر۔** بہت کم ایسے ہیں جو علمی قابلیت اور دنیاوی تجربہ کے لحاظ سے مسٹر ریزے میکڈانلڈ کے ہم پلہ ہوں، اور پھر پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر ایک بالکل مقرر کی حیثیت میں اپنی فصاحت و بلاغت اور طاقت سنائی کا اعجاز بھی دکھا سکتے ہوں، لیکن یہ صفت بھی آپ میں بدرجہ اتم موجود ہے، جب آپ اپنی جماعت کے لیڈر کی حیثیت سے بولتے ہیں، تو ایسی دلیری سے اظہار خیال کرتے ہیں جس سے عیاں ہوتا ہے کہ یہ شخص فلاسفر نہیں، مفکر نہیں، بلکہ مندر مقرر ہے قدیم زمانہ کے عبرانی رسولوں کی مانند آپ جب کچھ کہنے پر آتے ہیں، تو اپنے خیالات کا اظہار کمال قوت پوری فصاحت اور اعلیٰ درجہ کے وقار کے ساتھ کرتے ہیں، جس غلط اصول کی تردید کرنی ہوتی ہے اس کی دھجیاں ادھیڑ کر رکھ دیتے ہیں یہ بلند مقام اور پر تراز انسان نہ جھکتا ہے اور نہ ٹھکتا ہے۔

قوت تسخیر۔ اگرچہ آپ اعلیٰ ترین ذمہ داری کی زندگی بسر کرتے ہیں، اور اپنے ہر فرض کو کمال خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے ہیں، اور آپ کا تمام وقت سیاسیات میں گزرتا ہے لیکن جب کبھی فرصت کے وقت آپ اپنے گھر اور اپنے مہمان خاندان کے جھرمٹ میں ہوتے ہیں، تو آپ کی قوت تسخیر ملنے والوں کے دلوں کو مسخر کر لیتی ہے۔ اس وقت آپ کا سخت دشمن بھی آپ کے اخلاق کا گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا،

دفتر اور گھر، جب آپ گھر پر ہوتے ہیں، تو دفتر کی انہوں کو فراموش کر دیتے ہیں، آپ اپنے دیہاتی مکان اور گاؤں کو بہت پسند کرتے ہیں، گاؤں میں آپ کا مکان جنت نظیر ہے پھولوں اور پرنڈوں کی بابت آپ کی معلومات بے مثال ہیں۔ آپ بتا سکتے ہیں، کہ آپ کے فردوس نظر باغ میں کس کس قسم

کے پرندے ہیں آپ بتا سکتے ہیں کہ فلاں قسم کے پرندے کی عادت کیا ہیں، آپ یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ فلاں پھول کی خاص خوبی کیا ہے ناممکن ہے کہ کوئی شخص اتوار کے دن آپ کے ہاں دعوت چاہے پر مدعو ہو اور پھر آپ کے اخلاق حمیدہ کا دلدادہ نہ ہو جائے، آپ کے دسترخوان پر آپ کو گھر کی بنی ہوئی مٹھائیاں وغیرہ بہت بڑی قداد میں دکھائی دے سکتی ہیں علم دوست اور ادیب ہونے کے لحاظ سے آپ اور مسٹر بالڈون بالکل ایک جیسے ہیں۔

تبلیغ کیلئے بے نظیر کتابیں

آریہ مذہب کی حقیقت آریوں میں تبلیغ کے لئے مضامین مشتمل ہے (۱) آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ بند۔

(۲) آریہ مذہب کی تنگدلی (۳) مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک بدزبانی، (۴) آریوں کا مسئلہ نیوگ اور انسانی غیرت، (۵) مسئلہ نیوگ اور قانون، (۶) ویدوں میں جدال و قتال کی خطرناک تعلیم، (۷) کیا آریں وید الہامی ہیں (۸) آریہ سماج کے ممبروں کی حالت، (۹) ویدوں کی اندونی

سیر (۱۰) ویدک ایشور کے کارنامے (۱۱) مٹا سنا کا لودا پن (۱۲) پنڈت دیانند کا سنیا س علم کسوٹی پر، (۱۳) آریوں کی کتابیں شدھی کا دروازہ بند، (۱۴) کیا آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے اس کتاب میں آریوں کی کل کتابوں کا عرق نکال کر رکھ دیا ہے قیمت ایک روپیہ، محصول اک علاوہ، صرف چند جلدیں باقی ہیں۔

ہندو دھرم کی حقیقت یعنی ساتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر

آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام کے قریب ہیں، اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے، اس موکرہ الا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں، (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اتوار (۴) اتوار کی تقسیم (۵) ستیگ کے اقرار (۶) ایشور چمپلی کے روپ میں

(۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور نصف انسان اور نصف حیوان کے روپ میں (۱۰) تریا جگ کے اتوار (۱۱) ایشور بادنے کے روپ میں (۱۲) ایشور کھاکا داس کے روپ میں (۱۳) رام اتوار (۱۴) دوپر جگ کے اتوار (۱۵) کرشن اتوار (۱۶) برہم اتوار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو لیڈروں کی شہادت وغیرہ گویا ہندوؤں کی کتب جو ہزار ہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں، اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان کل کتب کا نچوڑ ہے قیمت صرف ایک روپیہ اکھٹانہ

ست ایش یہ کتاب کس پایہ کی ہے اس کیلئے آپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی رائے

مبارک ملاحظہ کیجئے، آپ لکھتے ہیں کہ "میں نے کتاب ست ایش پڑھی، مجھے یہ کتاب بہت پسند آئی، اس کے ختم ہوتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ باوانانک صاحب ضرور مسلمان تھے، اور دل اس امر پر مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں، بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائیگی اور اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں تقسیم کر لگی دس کتابیں آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کریں اور قیمت مجھ سے وصول کر لیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

مسلم اتحاد یہ میرا انجمن حمایت اسلام کے گذشتہ سالانہ جلسہ کا لیکچر ہے جسے حاضرین

نے خاص اشتیاق سے سنا اب یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرنٹھ صاحب اور دیگر مسلم کتب سکھ دھرم پر ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو صرف مسلمانوں سے ہی۔

۲۰ دسمبر کا المجدیث اس رسالہ کے متعلق لکھتا ہے کہ "قادیان میں ایک صاحب شیخ محمد یوسف (سابق سورن سنگھ) ہیں آپ کو سکھوں کے لٹریچر سے کافی واقفیت ہے اس سال (سکھ مسلم اتحاد) میں آپ نے بتایا ہے کہ سکھ دھرم اسلام کے بہت قریب ہے اسکو سکھ مسلم اتحاد ہو سکتا ہے۔ قیمت کاغذ اعلیٰ ۸ اوراق ۶ مسئلے کا پتہ :- منیجر اخبار نور، قادیان۔ ضلع گورداسپور

نور ایڈسنٹر کی تیرہ ہفت ادویات

KHILAFAT LIBRARY

موتی سرمہ جلد امراض چشم کیلئے اکسیر۔ اس سرمہ پر ڈاکٹر شفیقہ اور حکماء فریفتہ ہیں اور بوقت ضرورت بذریعہ تارنگوا تے ہیں، نصف بصر، ککرت، جلن، پھولا، جالا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند و غبار، ٹری بال ناخونہ، گولہ ناخنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند غرضیکہ جلد امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت تیز کرتا، اور جلد امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال کھینکے وہ اپنی نظر کو بڑھاپے میں جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے، قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سکریٹری مقبرہ شہیدی تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل کئی قیمتی سرمے استعمال کئے گئے، مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، لیکن آپ کے سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب بیماری اور کمزوری دور ہو گئی، ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی، اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، اور بدوں آپ کے کہنے کے محض فائدہ عوام کیلئے ان الفاظ کو غرض سے آپ تک پہنچا رہا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔

اکسیر البدن و نیامیں ایک ہی مقوی و واہی اکسیر البدن جلد دماغی و جسمانی و عقبائی کمزوریوں کے دور کرنے کا ایک ہی علاج ہے، کمزور کو زور اور زور کو شاہ زور بنانا اس پر ختم ہے اس کے استعمال سے کئی ناخوان اور گئے گذرے انسان اور سر نو زندگی حاصل کر سکتے ہیں، اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کریں، ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے

مکرم جناب شیخ یعقوب علی صاحب اوٹیر الحکم اکسیر بدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ مکرم شیخ محمد یوسف صاحب (موجود اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل سے آپ کو یہ لکھ رہا ہوں، میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ کی شکایت تھی، اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا، میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لیکر بھیج دی، اس تازہ ٹاک میں جو اس کا خط آیا، میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں، وہ لکھتا ہے کہ:-

"میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہر اب خدا کے فضل سے بالکل آگ ہو گیا ہے اور اسکی وجہ صرف یہ ہے، کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی میں نے وہ استعمال کرنی شروع کر دی جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہو گئی، الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے، بھوک خوب لگتی ہے جو کھاؤں سو مضم، چہرہ پریشاشت، اجسم میں جستی، غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں، نہایت اعلیٰ دوا ہے، ایک شیشی اور روانہ کریں۔"

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی، اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے تحت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا ہے، میں جب ولایت میں تھا، تو عزیز محمد داؤد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا، اس کی صحت بخیر تھی اور امراض پھپھرے کا درد تھا، مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچالیا، اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کیلئے خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے، یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔

نوٹ:- چونکہ غیر ممالک میں وی پی نہیں جاسکتا، اس لئے غیر ممالک کے اصحاب کو آؤر دینے وقت رقم ادویات اور محصول ڈاک بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجنا چاہئے۔

ملتی کا پتہ: منیجر نور ایڈسنٹر، نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور، پنجاب